QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

موضوع روایات کےفکری واخلاقی مضمرات:قرآن وحدیث کی روشنی میں اصلاحی تجزیہ

The Intellectual and Ethical Implications of Fabricated Hadiths: A Reformative Analysis in the Light of the Qur'an and Authentic Hadith

1. Hamra Munir
PhD Scholar, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.
Email: hamramunir017@gmail.com
2. Dr. Sidra Rasool
Lecturer, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan.

Abstract

Fabricated ahadith have a deep and powerful impact on Pakistani society. These fabricated ahadith influenced Pakistani society in various religious, social and intellectual dimensions. These unauthentic ahadiths often distorts the true teaching of Islam and create misconception among the masses regarding islamic beliefs and practices. Over the decades, these unauthentic traditions have subtly interwoven into local customs, folk wisdom, and religious practices, significantly shaping public perceptions and social behaviors. By blending historical religious thought with regional cultural norms, such narratives have deeply influenced gender roles, social hierarchies, and collective rituals, often overshadowing authentic traditions. This paper Shows you the impact of these fabricated ahadiths that propagate ranging from traditional pulpits to modern digital media platforms and also their role in fostering social polarization, sectarian tendencies, and superstitious beliefs. This study also highlights the critical need for academic rigorousness, public awareness, and institutional scrutiny to separate authentic religious values from culturally embedded fabricated myths, thereby promoting a more rational and tolerant societal framework and also encourage critical understanding based on Quran and authentic sunnah.

Key words: *Fabricated ahadiths, religious values, public awareness, local customs, misconceptions*

علامہ شبیر احمد عثمانی’’فتح الملهم‘‘ میں موضوع روایت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ حدیث موضوع سے مراد ایسی حدیث ہے جسے آپﷺکی جانب منسوب کر کے کلام میں بیان کیا گیا ہو خواہ جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے۔[1] محدثین اور علماء کرام کے نزدیک موضوع روایت ضعیف کی بدترین شکل ہے۔ خود نبیﷺنے بیان فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))[2]

’’جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔‘‘

محدثین موضوع روایات کو حدیث میں شمار نہیں کرتے کیونکہ موضوع روایات کا آپﷺکی ذات گرامی سے کوئی تعلق نہیں اور اس کا بیان کرنا بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ ابن الصلاحؒ بیان کرتے ہیں کہ موضوع روایت کا بیان کرنا جائز نہیں لیکن اگر کر دیا جائے تو ساتھ میں اس کے موضوع ہونے کی وضاحت بھی کر دی جائے۔ یہی رائے امام نوویؒ کی بھی ہے۔ ابن عراق موضوع روایت بیان کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ خواہ کسی بھی معنی میں ہو، موضوع روایت کا بیان کرنا حرام ہے۔

دین میں جھوٹ بولنا سنگین جرم ہے۔ قرآن و حدیث میں جھوٹوں کے بارے میں تنبیہ کی گئی ہے، تاکہ لوگ اس سے باز رہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾[3]

’’اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے۔ بلاشبہ ظالم نجات نہیں پائیں گے۔‘‘

اسی طرح رسولﷺکی طرف جھوٹی بات کرنے والا جھوٹا قرار دیا گیا ہے:

((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ، فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ))[4]

’’جس نے کوئی حدیث بیان کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی سبھی جھوٹ گھڑنے والوں میں سے ایک ہے۔‘‘

پس منظر:-

اسلام کے آغاز میں اور صحابہ کرامؓ کے دور میں وضع حدیث کا سراغ نہیں ملتا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ جب رونما ہوا تو اس کے بعد سیاسی اختلافات کا سلسلہ شروع ہوا اور ان سیاسی اختلافات نےمذہبی رنگ اختیار کر لیا اور اسی پس منظر میں وضع روایات کا آغاز ہوا۔

وضع روایات کی ابتداء ہجرت نبوی کے تقریباً چالیس سال بعد ہوئی۔ اس وقت اسلام جزیرۃ العرب کی حدود سے نکل چکا تھا اور کئی دوسری اقوام نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا۔ اس وقت اسلامی معاشرہ شعوری اور عملی سطح کے لحاظ سے ایک دوسرے دور میں داخل ہو چکا تھا، جس کی نمائندگی نئی نسل کر رہی تھی۔ اس نئی نسل کے دور میں اکابرین صحابہ اور سابقوں الاولون کی تعداد کم ہو چکی تھی اور دیگر فرقوں سے اختلاط، مفتوحین سے روابط نے اس فتنہ کو مزید ہوا دی اور نئی نسل نے بذات خود نبیﷺ سے تعلیمات حاصل نہ کی تھیں، جس کی وجہ سے ان کی جانثاری اور استقامت صحابہ جیسی نہ تھی کہ وہ پُر خطر لمحات سے نبردآزما ہو سکیں۔

جتنے فتنے اسلامی معاشرے میں رونما ہوئے، ان کا نشانہ زیادہ تر نئی نسل کے لوگ بنے۔ عبداللہ بن سباء اور اس کے سازشی ساتھی نے ایک منظم سازش کے تحت مسلمانوں اور امت مسلمہ کو نیچا دکھانے کے لیے انہی لوگوں کو اپنا ہدف بنایا۔ حافظ ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں:

(أولُ من كَذَب عبد الله بن سباء)[5]

’’روایات کے سلسلے میں جس شخص نے پہلے جھوٹ چلایا، وہ عبداللہ بن سباء تھا۔‘‘

یعنی سب سے پہلے وضع روایت کی بنیاد اس نے ڈالی۔ حضرت علیؓ کو جب اس کی سازشوں کا علم ہوا، تو آپؓ نے اعلان کروا دیا کہ جو ایسی باتیں کرے گا، اُسے سخت سزا دی جائے گی۔ ابن حجر بیان کرتے ہیں:

(اَلسَّبَئِية يعتقدون إلاهية علي بن أبي طالب وقد أحرقهم عَليٌ بالنار في الخلافته)[6]

’’یہ لوگ چونکہ حضرت علیؓ کے خدا ہونے پر یقین رکھتے تھے تو حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں انہیں آگ میں ڈلوا دیا۔‘‘

حضرت علیؓ نے اس کے بارے میں بیان کیا:

(قاتلهم الله ای عصابة بیضا سودوا وای حدیث من حدیث رسول الله صلی الله علیهوسلم افسدوا)[7]

’’خدا انہیں ہلاک کرے۔ کتنی روشن جماعت کو انہوں نے سیاہ کیا اور رسولﷺ کی کتنی حدیثوں کو انہوں نے بگاڑا۔‘

قرآن کریم میں ظاہری ترمیم و تحریف کا کوئی پہلو نکالنا آسان کام نہ تھا، اس لیے اس میں تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کا چور دروازہ کھول دیا گیا۔ مگر نہ حدیث قرآن کی طرح مدون تھی اور نہ ہی کسی ایک شخص کے لیے اس کو یاد رکھنا آسان تھا، اس لیے اس میں گنجائش پا کر جعلی روایات بیان کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ پھر اتنی تعداد میں حدیثیں گھڑ

لی گئیں کہ اصل احادیث موضوعات میں چھپ کر رہ گئیں۔ پھر محدثین کرامؒ نے اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا اور موضوعات پر الگ سے کتابیں لکھنا شروع کیں تاکہ عوام کو گمراہی سے بچایا جا سکے۔

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

(لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سمو النا رجالکم)[8]

’’محدثین اسناد کے متعلق کچھ نہیں پوچھتے تھے لیکن جب فتنہ واقع ہوا تو محدثین نے کہنا شروع کر یا کہ تمہاری بیان کردہ حدیث کے رواۃ بیان کرو۔‘‘

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ راویوں اور متن کا جاننا حدیث کی صحت جاننے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

موضوع روایات کے مضمرات

موضوع روایات کے اثرات کسی بھی شخص کی ذاتی زندگی تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ پورا معاشرہ اس کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ اس سے دین کی اصل شکل و صورت قائم نہیں رہتی اور امت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ موضوع روایات معاشرے میں مندرجہ ذیل اثرات مرتب کرتی ہیں:

دین سے دوری:

موضوع روایات کے معاشرے میں پھیلاؤ کی وجہ سے لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ تحقیق کی کمی اور نام نہاد علماء کے مقلدین ان روایات کے پھیلاؤ میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ کچھ مسلمانوں کے باہمی اختلافات، مغرب کی پیروی اور برصغیر پاک و ہند میں بسنے والی مختلف قوموں کے رسم و رواج کو بھی مسلمانوں نے اپنایا اور ان پر اس طرح عمل کیا گویا کہ وہ دین کا حصہ سمجھا جانے لگا۔ دین کو دنیا سے الگ تصور کیا جانے لگا ہے اور اس دین و دنیا کی علیحدگی کے تصور سے دنیاوی علوم کو دینی علوم پر فوقیت دی جانے لگی ہے۔ لوگ مادی زندگی میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ دینی معاملات میں بے احتیاط ہو گئے ہیں اور دین کو نام نہاد علماءو واعظین اور سوشل میڈیا سے سمجھ رہے ہیں اور گمراہ ہو رہے ہیں۔ حالانکہ دین کا اصل سرچشمہ کتاب وسنت ہے اور ہدایت اور رہنمائی صرف اللہ کی کتاب اور نبیﷺکی سنت سے ہی مل سکتی ہے لیکن مادی زندگی میں گم ہونے کی وجہ سے دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور معاشرے میں پھیلی ہوئی موضوع روایات اور اصل احادیث میں فرق کرنے سے قاصرہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن جب اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو نبیﷺاللہ سے ان کے قرآن پاک کو چھوڑ دینے کا شکوہ کریں گے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا﴾[9]

’’اور رسول کہیں گے، اے میرے پرورگار بے شک میری اُمت نے قرآن چھوڑ رکھا تھا۔‘‘

امت مسلمہ کی فلاح و بھلائی اسی میں ہے کہ صحیح معنوں میں اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں اور سوشل میڈیا پر عمل کرنے کی بجائے تحقیق کریں کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں اور علماء دین سے رابطہ کریں تاکہ دین اسلام کی اصل روح سے متعارف ہو سکیں۔

فقہی اختلاف اور فرقہ بندی:

معاشرے میں پھیلی ہوئی موضوع روایات فقہی اختلافات اور فرقہ بندی کا سبب بنتی ہیں۔ ہر گروہ اپنے علاوہ دوسرے فرقے کو گمراہ تصور کرتا ہے۔ تاریخ اسلام کا بھی اگر جائزہ لیا

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

جائے تو مختلف گروہوں نے اپنے فرقوں کی حمایت میں روایات گھڑیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس کے اثرات اچھے نہیں نکلے۔ اگر ہم عہد حاضر کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ سماج میں غیراسلامی تصوف کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اسی وجہ سے نام نہاد صوفی حضرات نے بھی لوگوں کو اپنی من پسند روایات سُنا سُنا کر غیر اسلامی روایات اور تصوف کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا اور پس پردہ ایسے نام نہاد صوفی حضرات کا مقصد ہی اختلافات پیدا کر کے اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔ دین میں فرقہ بندی تو ویسے ہی ایک ناقابل قبول عمل ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن پاک فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ ﴾(10)

’’جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے ،آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

مسلمانوں کی کامیابی اور فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ قرآن و سنت پر عمل کیا جائے۔

خرافات و مصائب:

موضوع روایات کا پاکستانی سماج پر ایک اثر یہ ہو رہا ہے کہ لوگ دین کے اصل سنت و فرائض کو چھوڑ کر خرافات میں مبتلا ہو رہے ہیں اور معاشرے میں سمائے رسم و رواج کو اس طرح فرائض سمجھ کر انجام دے رہے ہیں، گویا کہ وہ دین کا حصہ ہیں حالانکہ ان رسم و رواج کا دین سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو فتنوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور لوگ آپس میں لڑتے رہتے ہیں جبکہ دین مخالف لوگ خو ش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے:

﴿قُلْ ہُوَالْقَادِرُ عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴾[11]

’’آپ کہہ دیجیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تو تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے اور تمہارے کو ایک دوسرے کی لڑائی چکھا دے۔ آپ دیکھیے تو سہی ہم کس طرح دلائل مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں، شاید وہ سمجھ جائیں۔‘‘

اسی طرح اللہ کے دین میں کمی بیشی کرنے والا اور دین میں اپنی پسند شامل کرنے سے بھی دنیا اور آخرت میں رسوائی ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ مومن جس قدر اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں زندگی گزارتا ہے، اتنا ہی اللہ کے قریب ہوتا ہے اور اتنا ہی اللہ اسے عزت سے نوازتے ہیں۔

﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾[12]

’’عزت تو صرف اللہ ، اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے۔‘‘

اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴾[13]

’’جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسولﷺ کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے۔ وہ پہنچنے کی بہت ہی بُری جگہ ہے۔‘‘

اسی طرح نبیﷺنے بھی ایسے شخص سے بےزاری کا اعلان کیا ہے، جو دین میں نئی بات ایجاد کرے۔ حدیث نبویﷺہے:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[14]

’’جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔‘‘

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

لہٰذا موضوع روایات پر عمل کرنے سے دین و دنیا میں رسوائی ملتی ہے، اس سے گریز کرنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دشمنان اسلام بھی مسلمانوں میں اسلامی بیداری کو روکنے کے لیے ان موضوع خرافات کا سہارا لیتے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر کمزور کریں اور انہیں دین کی اصل روح سے بھٹکا دیں اور مسلمان اندرونی گروہ بندی کا شکار ہو کر مصائب و آفات میں گھرے رہیں اور وہ دنیا کے سامنے ڈٹ کر کھڑے نہ ہو سکیں بلکہ اس کشمکش میں ہی رہیں کہ کون سا گروہ صحیح ہے اور کون سا نہیں۔

سنت کی عدم پیروی:

موضوع روایات اور بدعات اپنے مقابل کی سنت کو ختم کر دیتی ہیں۔ دین میں نئی باتیں نئی حد بندیوں اور خواہشات نفس کی وجہ سے نئی ایجاد کردہ رسموں کی وجہ سے دین اسلام ایک الگ نیا دین نظر آنے لگتا ہے اور ان موضوع روایات پر مستقل مزاجی سے عمل معروف کو منکر اور منکر کو معروف میں بدل جاتا ہے۔

حدیث نبویﷺ ہے:

((مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))[15]

’’جب کوئی قوم اپنے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسی جیسی ایک سنت اُٹھا لیتا ہے پھر تا قیامت اسے ان تک واپس نہیں لوٹاتا۔‘‘

سنتوں کی عدم پیروی سے ہی بدعات جنم لیتی ہیں اور آہستہ آہستہ لوگ انہیں دین کا حصہ سمجھنے لگتے ہیں لہٰذا سنتوں کی عدم پیروی سےگریز کرنا چاہیے۔

اللہ سے دُوری:

انسان جس قدر شریعت اور قرآن پر عمل بجاآوری کرتا ہے، اسی قدر اللہ کا تقرب حاصل کرتا ہے لیکن اللہ کے احکام کی نافرمانی اور حکم عدولی اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے سے اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ موضوع روایات کا یہ اثر بھی ہے کہ معاشرہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور دین میں نئی رسومات داخل ہو جاتی ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ راہِ ہدایت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾[(16)]

’’جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھا دی گئی۔‘‘

بے شک ہدایت اور رہنمائی صرف اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرنے میں ہے۔

عمل کی عدم توفیقی:

موضوع روایات کے پھیلاؤ سے معاشرے میں عمل کی عدم توفیقی بڑھ جاتی ہے۔ لوگ سنت کو چھوڑ کر غیرضروری چیزوں پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ایسا کرنے والے سزا کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾[17]

’’جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں درد ناک عذاب نہ پہنچے۔‘‘

شریعت کے واجبات و مستحبات ہی اللہ کی قربت کا ذریعہ ہیں اور اس میں ہی انسان کی راہنمائی پوشیدہ ہے۔ کسی بھی دینی عمل کی قبولیت کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں، ایک تو اخلاص اور دوسرا اتباع سنت۔ ان دونوں کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ موضوع روایات چونکہ خود سے گھڑی ہوروایات ہوتی ہیں،تو ان پر عمل کیسے قبولیت کے دروازے کھول سکتا ہے۔ دین کے ساتھ اخلاص قبولیتِ دعا کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے۔ خود نبیﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))[18]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

’’جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے۔‘‘

اسی طرح ارشاد نبویﷺ ہے:

((وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ))[19]

’’جس نے اسلام کے اندر کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا، اس پر خود اس کا گناہ ہو گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کا گناہ بھی ہو گا اس کے بغیر کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع ہو۔‘‘

دین میں نئی کسی بھی نئی بات کو ایجاد کرنے والے کو تاحیات اور مرنے کے بعد بھی گناہ ملتا رہے گا اور ایسے ہی ہو گا جیسے کہ گناہ کرنے والا۔

فاسد نظریات:

موضوع روایات کے پھیلنے سے معاشرے میں بہت سے فاسد نظریات، آراء اور نئے اصول متعارف ہوئے۔ من گھڑت روایات نے معاشرے میں دین کو ایک نئے دین کے طور پر متعارف کروایا، جس سے دین کی اصل روح نظروں سے اوجھل ہو گئی اور کچھ نام نہاد علماء سوشلزم کو قرآن و اسلام سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ موضوع روایات چونکہ کتب اسلامیہ میں مل جاتی ہیں تو ان کی ترویج خصوصاً پاکستانی سماج میں آسان ہے کیونکہ پاکستان میں اسلام براہِ راست نہیں آیا بلکہ وسط ایشیا کے توسط سے آیا ہے جہاں ہندو توہم پرستی کے اثرات آج بھی نظر آتے ہیں۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعے اور علماء کرام اس بات کو اپنے فرائض میں شامل کر لیں کہ لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے موضوعات اور اصل احادیث کا فرق بتایں اور قرآن پاک کے واضح ارشاد مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف اور قرآن و سنت پر چلانے کی کوشش کریں تو ہی معاشرے میں دین کی اصل روح کو نافذ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَاَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَاَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾[20]

’’(اے رسول) آپ اپنے رب کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث بھی اس انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو۔ بے شک آپ کا رب اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتے ہے۔‘‘

لہٰذا علماء سے دینی باتیں سُن کر عمل کرنے کی بجائے دینی مصادر و مراجع سے استفادہ کرنے سے فاسد نظریات سے بچا جا سکتا ہے۔

اسلامی ثقافت میں بگاڑ:

موضوع روایات نے اسلامی ثقافت کو بہت حد تک متاثر کیا ہے۔ اسلامی ثقافت کے مختلف اجزاء میں موضوع روایات کے اثرات نظر آتے ہیں جیسے کہ تفسیر و تصوف اور فضائل کی مختلف کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے یہاں تک کہ فقہ و احکام میں بھی موضوع روایات کی آمیزش نظر آتی ہے۔ واعظین یا جمعہ کا خطبہ ہی سُن لیجیے تو اس میں اکثر ضعیف روایات ہی بیان کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ واعظین اور قصہ گو حضرات عوام کے سامنے ایسی مبالغہ آرائی کرتے ہیں جس سے عوامی ذوق اور ان کی خواہشات کی تسکین ہوتی ہے۔ اکثر بیان کی گئی احادیث اگر موضوع نہ بھی ہوں تو ان میں شدید ضعف پایا جاتا ہے اور عوام کو نیکی کے کاموں کی ترغیب و ترہیب کے لیے بھی ان ضعیف روایات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ روایات اب اس قدر معاشرے میں پھیل گئی ہیں کہ ان کو اب دین کا حصہ ہی سمجھا جانے لگا ہے۔ جیسے کہ ایصال ثواب کے مخصوص اوقات اور دن مقرر کرنا۔ نبیﷺکی پیدائش کا دن منانا، مخصوص ورد کرنا کسی حاجت کے لیے، اجرت پر قرآن خوانی کرواناثواب کی نیت

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

سے، ۱۵شعبان کی مناسبت سے مختلف محفلیں منعقد کروانا، رجبی کونڈوں کا ختم دلانا، کچھ مہینوں کو منحوس تصور کرنا وغیرہ۔ یہ سب غیراسلامی رسومات اب اسلامی ثقافت کا حصہ سمجھا جانے لگی ہیں اور لوگ فرائض کو چھوڑ کر ان رسومات کی پابندی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ الغرض جس معاشرے میں جہالت لاشعوری کا غلبہ زیادہ ہو گا وہاں من گھڑت رسموں کے اثرات اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور معاشرے میں بے دینی پھیلے گی۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ﴾[21]

’’اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اوراللہ سے ڈرتے رہا کرو۔‘‘

دین میں اسی بات پر عمل کرنا چاہیے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا۔ حد سے تجاوز کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

دین میں افتراء:

موضوع روایات احادیث میں افتراء کا ذریعہ بھی بنتی ہیں، جس سے دین و شریعت اس طریقہ پر قائم نہیں رہتا جس طریقہ پر نازل ہوا تھا۔ پچھلی اُمتوں نے بھی یہی کیا کہ ایصال ثواب کے نئے نئے طریقے نکالے اور اسی کو کارِثواب سمجھ کر ان خودساختہ طریقوں پر عمل شروع کر دیا، جس کی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہو گئے لیکن دین اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے اور اس کا آخری دین قیامت تک زندہ و جاوید رہے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے علماء کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ اللہ کے فرمان کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴾[22]

’’(اے مسلمانوں) کیا پھر بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری بات مان لیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جو اللہ کا کلام سننے اور اس کو سمجھ لینے کے بعد تحریف کر ڈالتے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے۔‘‘

آج امت مسلمہ نہ صرف یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے لگی ہے بلکہ انہوں نے یہودو نصاریٰ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ نبیﷺ کی حدیث مبارکہ بھی ہے جسے ابوسعید الخدری نے روایت کیا ہے کہ نبیﷺنے فرمایا:

((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ))، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ: اليَهُودَ، وَالنَّصَارَى قَالَ: ((فَمَنْ))[23]

’’تم لوگ بھی اگلے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے لگو گے یہاں تک کہ جیسے بالشت بالشت کی طرح اور ہاتھ دوسرے ہاتھ کی طرح ہوتا ہے (تم لوگ بالکل ان کے ہم رنگ ہو جاؤ گے) یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو گا تو تم بھی اس میں داخل ہو کر رہو گے۔ ہم نے عرض کیا ، اے اللہ کے رسول کیا اگلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپﷺ نے ارشاد فرمایا: اور کون مراد ہو سکتا ہے؟ (یعنی تم یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلو گے)۔‘‘

اسی طرح قرآن و حدیث میں جھوٹ بولنے کی سخت وعید آئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾[24]

’’اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے۔‘‘

اسی طرح نبیﷺنے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))[25]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

’’جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔‘‘

لہٰذا قرآن و حدیث میں اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا جہنم بتائی گئی ہے۔

روایات میں بدلاؤ انسان کی دین و دنیا دونوں کی بربادی کا سبب بنتا ہے۔ دین اور اللہ سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے دین کو بغیر کسی تحریف کے قبول کیا جائے۔ کمی یا اضافہ اسلام سے محبت کے خلاف ہے اور ایسا کرنے والا درحقیقت یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ دین مکمل نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تحریف دین نے دین کو بہت نقصان پہنچایا۔ لوگ اصل دین کو چھوڑ کر لغویات کے پیچھے پڑ گئے۔ حالانکہ دین وہی ہے جو ہمارے نبیﷺمکمل طور پر ہمیں پہنچا گئے۔ قرآن پاک بھی دین کے مکمل ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾[26]

’’آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا۔‘‘

مطلب دین اللہ کی طرف سے کامل ہے، اس میں کسی قسم کی افتراءکی ضرورت نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کو ایسے ہی قبول کیا جائے جسے نبیﷺنے ہمیں پہنچایا۔

بدعات کا فروغ:

موضوع روایات کے پھیلنے سے بدعات کو فروغ ملتا ہے۔ موضوع روایات چونکہ خودساختہ ہوتی ہیں، ان میں نرمی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے تو لوگ آسانی سے اسے قبول کر لیتے ہیں۔

پاکستانی سماج میں بے شمار بدعات رائج ہیں جن پر عمل کرتے کرتے لوگوں نے اسے دین کا حصہ بنا دیا ہے۔ کچھ نام نہاد واعظین دینی کاموں میں ترغیب و ترہیب کے لیے بھی موضوع روایات کا سہارا لیتے ہیں اور انہیں بُرا تصور نہیں کرتے۔ اس کی خرابی یہ ہے کہ لوگ صحیح اور مستند احادیث سے دور ہوتے جا رہے ہیں جبکہ معاشرے میں بدعات پر نہ صرف بڑھ چڑھ کر عمل کیا جاتا ہے بلکہ ان کا پرچار بھی کیا جاتا ہے اور لوگوں نے ان بدعات کو فرائض کا درجہ دے دیا ہے۔ جیسا کہ ایصال ثواب کے لیے دن مخصوص کرنا، قرآن خوانی کے لیے لوگوں کو ایک جگہ جمع کرنا، کھانے پر مخصوص آیات پڑھ کر دَم کرنا اور اَن پڑھ لوگوں کا قرآن پاک کی آیات پر بسم اللہ پڑھنا اور کہنا کہ بسم اللہ کا قرآن پڑھا ہے۔ اس کے علاوہ جائے نماز کو کھلا نہ چھوڑنا کہ اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے، رات کو جھاڑو لگانے سے رزق میں کمی ہوتی ہے، مخصوص ایام میں قبرستان کی زیارت کرنا اور پھول و موم بتیاں قبر پر لگانا وغیرہ، یہ سب بدعات پاکستانی سماج میں عام ہیں۔

بدعت ایک ایسی چیز ہے جو کہ انسان کے اندر نیکی کی صلاحیت ختم کر دیتی ہے، دین کی سچائیوں کو مسخ کر دیتی ہے اور انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ نیکی کا کام کر رہا ہے یا اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت میں لگا ہوا ہے۔ بدعتی کے اعمال کی اللہ کے ہاں قبولیت نہیں ہوتی جب تک کہ وہ بدعت پر عمل کرتا رہے گا۔ حضرت عائشہؓ نے نبیﷺ کا قول نقل کیا ہے:

((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ: الزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُعِزَّ مَنْ أَذَلَّهُ اللَّهُ وَيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّهُ اللَّهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللَّهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي))[27]

’’چھ قسم کے آدمی ایسے ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا، (۲)تقدیر الٰہی کوجھٹلانے والا، (۳) وہ شخص جو زبردستی غلبہ پانے کی بناء پر ایسے شخص کو معزز بنائے جس کو اللہ نے ذلیل کر رکھا ہے اور ایسے شخص کو ذلیل کرے جسے اللہ نے عزت سے

نوازا ہے، (۴) اللہ کے حرم کی بےحرمتی کرنے والا، (۵) میری اولاد کی بےحرمتی کرنے والا، (٦)میری سنت کو ترک کرنے والا۔‘‘

اس حدیث میں واضح ہے کہ جو شخص بھی سنت کو چھوڑے گا، بدعت کو اپنائے گا، اس پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو گی۔ قیامت کے دن بدعتی نبیﷺکی شفاعت سے محروم رہے گا۔ نبیﷺ کا ارشاد ہے:

((حَلَّتْ شَفَاعَتِي لِأُمَّتِي إِلَّا صَاحِبَ بِدْعَةٍ))[28]

’’اہل بدعت کے سوا ہر اُمتی کے لیے میری شفاعت ہو گی۔‘‘

لہٰذا بدعات کا حصہ بننے اور انہیں پھیلانے کی بجائے تحقیق سے کام لیا جائے اور قرآن و سنت پر عمل کرنے میں ہی اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے۔ کسی نے کیا خوب لکھا ہے:

بدعتی کا کوئی عمل اللہ کے ہاں مقبول نہیں
کیونکہ اسے مصطفیٰ کی سنتیں منظور نہیں
رب کے ہاں چلتی ہے سنت، بدعات اسے قبول نہیں
مصطفیٰ کا کوئی عمل اللہ کے ہاں فضول نہیں

اللہ اور اس کے رسول کی لاتعلقی:

موضوع روایات کے پھیلاؤ اور اس پر عمل کرنے والے سے اللہ اور اس کے رسولﷺدونوں نے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔ حدیث نبوی ہے:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[29]

’’جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔‘‘

دین میں باتیں گھڑنے والے چونکہ اپنی خواہشات کے مطابق احادیث گھڑتے ہیں لہٰذا وہ سنت سے پھر جاتے ہیں تو وہ کیونکہ نبیﷺ کے اُمتی ہوں گے۔ دین میں تبدیلی کرنے والے نبیﷺکی شفاعت سے محروم رہیں گے اور ان کوحوض کوثر سے بھی بھگا دیا جائے گا۔ ارشاد نبویﷺہے:

((أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا))[30]

’’سنو! کچھ لوگوں کو میرے حوض سے بھگایا جائے گا جس طرح بھٹکے ہوئے اونٹ کو بھگایا جاتا ہے۔ میں انہیں آواز دوں گا، سنو، اِدھر آؤ۔ تو کہا جائے گا ، انہوں نے آپ کے بعد تبدیلی کر دی تھی۔ تو میں کہوں گا: دور ہو، دوری ہو (بھگاؤ، دور کرو)۔‘‘

نیز خواہش نفس کی پیروی کرنے والا بہکا ہوا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ بِغَيْرِ ہُدًى مِّنَ اللہِ ۭ ﴾[31]

’’اور اس سے بڑھ کر کون بہکا ہوا ہے جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔‘‘

گویا موضوع روایات پر عمل کرنےوالا گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف لے کر جاتا ہے اور گمراہ ہونے والے کی دین و دنیا تباہ ہو جاتی ہے اور اسے خبر تک نہیں ہوتی۔

آنے والی نسلوں کے گناہ میں شراکت داری:

موضوع روایات کے پھیلاؤ سے معاشرے میں ایک شخص نہ صرف خود کو گناہ گار کرتا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے گناہ میں بھی شریک ہوتا ہے جب تک لوگ موضوع روایات پر عمل کرتے رہیں گے تب تک موجد کے حصے میں گناہ آتا رہے گا اور مستقل گمراہی گناہ کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اس حوالے سے نبیﷺ کا ارشاد ہے:

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

((وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ))[32]

''جس نے اسلام کے اندر کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا، اس پر خود اس کا گناہ ہو گا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کا گناہ بھی ہو گا اس کے بغیر کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع ہو۔''

اس طرح ایک بُری روایت کا آغاز ہوتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے:

﴿لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَہُمْ كَامِلَۃً يَّوْمَ الْقِيٰمَۃِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَہُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[33]

''اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصہ دار ہوں گے جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے۔''

اسی طرح ہابیل اور قابیل کا قصہ ہے۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور دنیا میں پہلے قتل کی بنیاد ڈالی۔ اس طرح اب دنیا میں جتنے بھی قتل ہوں گے تو اس کا گناہ قابیل کو بھی ملے گا۔ اسی طرح موضوع روایات پھیلانے والا اور ان پر عمل کرنے والا برابر گناہ میں شریک ہوں گے۔

اغیار سے مشابہت:

مشابہت چونکہ دوسروں کو پسند کرنے کا سبب بنتی ہے لہٰذا دین میں غیرمسلموں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ برصغیر میں مختلف قوموں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پاکستانی سماج میں غیروں سے مشابہت کی جھلک نظر آتی ہے جیسا کہ مخصوص مذہبی تہوار منانا، حالانکہ مسلمانوں کو دو عیدوں کا تحفہ دیا گیا، مثلاً یوم پیدائش کے جشن منانا اور اس پر پٹاخے پھوڑنا، باجے بجانا و موسیقی کے ساتھ نعتیہ محفلیں منعقد کرنا، گھروں میں چراغاں کرنا، اس طرح جشن و اجتماع کے مخصوص دن متعین کرنا، یہ سب غیروں سے مشابہت ہے کیونکہ غیرمسلم اپنے تہواروں میں موسیقی کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستانی سماج میں تصوف کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ پیری مریدی کا رواج عام ہے، لوگ شفاعت کے لیے پیروں کے پاس جاتے ہیں، قبروں پر نذرانے پیش کیے جاتے ہیں، منتیں مانگی جاتی ہیں اور تعظیم قبور میں سجدے کیے جاتے ہیں، برکت کی خاطر گھروں میں پیروں کی تصویریں آویزاں کی جاتی ہیں، ایصال ثواب کی خاطر مخصوص دن متعین کرنا۔ اس طرح شادی بیاہ کی رسومات میں دلہن کے سر پر قرآن رکھنا، دلہن کا برکت کے لیے سر سے چاول پھینکنا، مصنوعی بال لگانا وغیرہ۔ ان سب میں غیرمسلموں کی جھلک نظر آتی ہے۔

اسلام زندگی کے تمام اعمال و افعال میں غیرمسلموں کی مشابہت سے منع کرتا ہے کیونکہ ان کے افعال زیادہ تر گمراہی پر مشتمل ہوتے ہیں لیکن اگر ان میں کوئی خیر کی چیز پائی جاتی بھی ہو گی تب بھی اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ لہٰذا معاشرے میں علم اور تحقیق کے ذریعے اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ قرآن و سنت پر عمل ہو ۔ بدعات کا خاتمہ اور غیرمسلموں سے مشابہت کو ختم کیا جائے۔ موضوع روایات سے بچا جائے، شریعت الٰہیہ کی حدود پر عمل کیا جائے۔

اغیار پر غلط تاثر:

موضوع روایات اسلام کی غلط تصویر کشی کرتی ہیں اور غیروں کے سامنے اسلام کا درست چہرہ پیش نہیں ہوتا۔ لوگ دین کو مشکل سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دین محمدیﷺکو بہت آسان بنایا ہے۔ مغربی معاشرے اسی اسلام کو سچ سمجھتے ہیں جو مسلمان انہیں دکھاتے ہیں۔ مسلمانوں کو دنیا میں انتہا پرست،جہادی اور دہشت گرد دکھایا جاتا ہے جو مادی دنیا میں رہتے ہیں اور عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسلام فوبیا کا تصور بھی مسلمانوں نے ہی دیالوگ اسلام کے نام سے خوف کھاتے ہیں اور آئے دن اسلام اور مسلمانوں

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

کے خلاف دنیا میں مذمت طلب سرگرمیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کیا جائے اور لوگوں کو اسلام کے اصل چہرے سے روشناس کروایا جائے اور اسلام فوبیا ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وسیع پیمانے پر مغربی دنیا کے دانشوروں کے ساتھ قرآن و سنت کے بارے میں بات کی جائے، جہاد اور دہشگردی کے بارے میں فرق کو واضح کیا جائے اور ایسی تنظیم سازی کی جائے جو کہ اسلام فوبیا کے خاتمے اور مسلم تشخص کو دنیا میں اجاگر کرنے میں مدد دے اور اسلام کا رخ روشن دنیا کے سامنے آئے۔

خلاصہ بحث

علماء اثر اور محدثین کی اصطلاح میں موضوع روایت ہر اس روایت کو کہا جائے گا جسے راوی نے اپنے پاس سے بنا کر نبیﷺسے منسوب کر دیا ہو۔ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں کہ موضوع اس روایت کو کہتے ہیں جو کہ من گھڑت اور بناوٹی ہو۔ اسی طرح امام نوویؒ کی بھی یہی رائے ہے بلکہ وہ موضوع روایت کو ضعیف روایت کی بدترین شکل قرار دیتے ہیں۔وضع روایت کی ابتداء ہجرت نبویﷺ کے چالیس سال بعد ہوئی۔ نبیﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں تو کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آپﷺ پر جھوٹ گھڑ سکے مگر جب فتنہ برپا ہوا تو مسلمان واضح طور پر گروہوں میں بٹ گئے جیسے کہ روافض، خوارج، زنادقہ وغیرہ۔ یہیں سے وضع روایات گھڑنے کا آغاز ہوا۔پاکستان میں موضوع روایات کے پھیلاؤ کے مختلف علمی و عملی اسباب ہیں جن میں سرفہرست لاعلمی اور جہالت ہے۔ لوگ علم کی کمی اور لاعلمی کی وجہ سے ہر طرح کے علم کو قبول کر لیتے ہیں۔ نسل در نسل چلنے والی روایات کو لوگ دین کاحصہ سمجھ کر قبول کر تے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔موضوع روایات کسی بھی شخص کو نہ صرف انفرادی طور پر متاثر کرتیں ہیں بلکہ پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ موضوع روایات نےپاکستانی تہذیب و سماج پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ فقہی اختلاف کی وجہ سے لوگ فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہے۔ پاکستانی سماج میں چونکہ موضوع روایات کی قبولیت عام ہے اور سنت کی پیروی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور جہالت کی وجہ سے موضوع روایات کو بھی دین کا حصہ سمجھا جانے لگا ہے۔ غیراسلامی رسم و رواج اور تہواروں کو دین کے ساتھ ایسے جوڑ دیا گیا ہے کہ گویا وہ دین کا حصہ ہیں۔ جس کی وجہ سے دین میں غیرمسلم تہواروں اور رسم و رواج کی جھلک نظر آنے لگی ہے اور اسلامی ثقافت غیر مسلم ثقافت سے متاثر نظر آتی ہے۔موضوع روایات نےپاکستانی معاشرے میں بہت سے اثرات بد مرتب کیے ہیں۔ لوگ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور موضوع روایات کو اپنے فرائض میں شامل کر رہے ہیں جبکہ فرائض و سنت کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔ لوگ فرقہ بندی میں مبتلا ہیں اور فقہی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ہر فرقہ اپنے آپ کو درست اور دوسرے کو کم تر ثابت کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ موضوع روایات کے پھیلاؤ نے معاشرے میں فاسد نظریات کو بھی فروغ دیا ہے اور اسلامی ثقافت کے مختلف اجزاء میں بھی موضوع روایات کے اثرات نظر آتے ہیں جیسا کہ تفسیر و تصوف اور فضائل کی مختلف کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ موضوع روایات کسی حد تک بدعات کو پھیلانے کا سبب بھی بنتی ہیں۔ان میں نرمی کا مادہ ہوتا ہے، لوگ آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ موضوع روایات معاشرے میں اسلام کی غلط تصویرکشی کرتی ہیں اور دوسرے مذاہب کے سامنے اسلام کا صحیح چہرہ پیش نہیں ہوتا۔

موضوع روایات صرف انفرادی طور پر گناہ گار نہیں کرتیں بلکہ جب تک ان پر عمل ہوتا رہے گا ان کا گناہ موجد کو ملتا رہے گا۔ جیسا کہ دنیا کا پہلا قتل ہابیل اور قابیل کے درمیان ہوا، آج تک جتنے بھی قتل ہوئے ان میں قابیل کو گناہ ملتا رہے گا کیونکہ قتل کی ابتداء قابیل

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

نے کی تھی۔ موضوع روایات کے پھیلاؤ اور اس پر عمل کرنے والے کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے بھی لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔حدیث نبویﷺ ہے:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي))[34]

’’جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔‘‘

یعنی کہ سنت رسولﷺسے روگردانی کرنے والے کا آپﷺسے کوئی تعلق نہیں کیونکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپﷺکے قول و فعل کے مطابق عمل کیا جائے۔ موضوع روایات اسلام کی غلط تصویر کشی کرتی ہیں اور دوسری اقوام کے سامنے اسلام کا صحیح چہرہ پیش نہیں ہوتا۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگیوں کو استوار کیا جائے تاکہ اسلام کارخ روشن دنیا کے سامنے آئے اور لوگ اسلام سے متاثر ہو کر دین اسلام کی طرف راغب ہوں۔ سکول و کالج کے نصاب میں تحقیق کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے ایسا مواد شامل کرنا چاہیے جس سے بچوں میں تحقیق کا شوق پیدا ہو اور ان میں صحیح اور غلط کا شعور پیدا ہو۔ تحقیق کے عمل سے ہی معاشرے میں پھیلی موضوع روایات کا سدباب ہو سکتا ہے۔

مصادرومراجع

1 شبیراحمد عثمانی،مقدمہ فتح الملهم بشرح صحیح مسلم،دار احیاء التراث العربی،بیروت،لبنان،۱۴۲۶ھ\۲۰۰٦ء،ص:١٦١

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ،الامام،الجامع الصحیح ،مکتبہ دار السلام ،الریاض،سعودی عربیہ ،۱۹۲۰ھ\۱۹۱۹ء,ص :۲۴، ح:۱۰۷

3 الانعام،۶:۲۱

4 مسلم بن حجاج القشیری النیسابوری،ابو الحسن، الامام،الجامع الصحیح, مکتبہ دار السلام ،الریاض،سعودی عربیہ ,۱۴۲۱ھ\۲۰۰۰ءص:۷

5 ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الحافظ، الامام،لسان المیزان، مکتبہ المطبوعات الاسلامیة، بیروت، لبنان,۱۴۲۳ھ\۲۰۰۲ء،ج:۳،ص:۴۸۴

6 ایضا،ص:۴۸۵

7 الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، ابوعبداللہ، الامام، کتاب تذکرۃ الحفاظ، مکتبہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، س۔ن ،ج:۱،ص:۱۲

8 مسلم بن حجاج القشیری النیسابوری،ابو الحسن، الامام،الجامع الصحیح,ص:۲۷

9 الفرقان،۲۵:۳۰

10الانعام ۶: ۱۵۹

11 الانعام ۶: ۶۵

12 المنافقون ۶۳: ۸

13النساء ۴: ۱۱۵

14 صحیح مسلم، کتاب النکاح،بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ، ح: ۳۴۰۳،ص:۵۸۶

15 الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن، الحافظ، الامام، مقدمہ سنن الدارمی، مکتبہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان،سن:ن، بَابُ اتِّبَاعِ السُّنَّةِ، ج:۱،ح: ۹۸،

16 آل عمران ۳: ۱۰۱

17 النور ۲۴: ۶۳

18 صحیح مسلم،کتاب الاقضیۃ،بَابُ نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ، وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ،ح: ۴۴۹۲،ص: ۷۶۲

19 ابن ماجہ، محمد بن یزید الربعی، ابوعبداللہ، الامام، مقدمہ سنن ابن ماجہ،بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً،ح: ۲۰۳،ص: ۳۱

20النحل ۱۶: ۱۲۵

21الحجرات ۴۹: ۱

22البقرہ ۲: ۷۵

23البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الامام، الجامع الصحیح،کتاب الاحادیث الانبیاء،بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ،ح: ۳۴۵۶،ص: ۵۸۲

24الانعام ۶: ۲۱

25البخاری،محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الامام، الجامع الصحیح،کتاب الاحادیث الانبیاء،بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ،ح: ۳۴۶۱،ص: ۵۸۲

26المائدہ ۵: ۳

27الخطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، المحدث، الامام، مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان،بَاب الْإِيمَان بِالْقدرِ،ح: ۱۰۹، ج:۱، ص: ۱۴۳

28 الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی، ابو اسحاق، المحقق، العلامہ، الاعتصام، ج:۱، ص: ۲۰۸

29 صحیح مسلم،، کتاب النکاح،بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ،ح: ۳۴۰۳، ص:۵۸۶

30 ایضاً، کتاب الطہارۃ،بَابُ اسْتحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ،ح: ۵۸۴، ص: ۱۴۲

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

31 القصص ۲۸: ٥٠
32ابن ماجہ، محمد بن یزید الربعی، ابوعبدالله، الامام، مقدمہ سنن ابن ماجہ،بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً،ح: ۲۰۳،ص: ۳۱
33النحل ۱۶: ۲۵
34 صحیح مسلم، کتاب النکاح،بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤَنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ،ح: ۳۴۰۳،ص:۵۸۶